OPEN ACCESS
Al-Aẓvā الاضواء
ISSN 1995-7904 ;E 2415-0444
Volume 38, Issue, 60, 2023
www.aladwajournal.com

اسرار و حِکَمِ شریعت پر لکھی گئی کُتب۔ مناہج کا تحقیقی جائزہ

A Comprehensive Analysis of Literary Styles in Books Exploring the Wisdom of Shariah Commandments

Hafiz Muhammad Shabbir
Amarpura, Post Office Olakh Utar, Kot Radhakishan, Kasur

KEYWORDS

Wisdom; Sharī’ah Commandments; Secrets; Ibn al-Qayyim; Shāh Walīullāh

Abstract

Allah's commandments to His servants encompass deep wisdom and practical benefits, revealed through the Qur'an and Hadith. Fasting, designed to instil piety, and the prohibition of usury, aimed at preventing harm and injustice, exemplify these principles. Hadith, including the Prophet's directive to wash hands upon waking, provides additional insights. Companions like Hazrat ‘Umar and Hazrat Ā’ishah emphasized unravelling the benefits of religious commandments. Scholars term this field as the "purposes of Sharī’ah" and the "wisdom of Sharī’ah." It's considered an art, denoting the intricate understanding required to fathom the mystery and wisdom within divine directives. The article reviews methodologies in four selected books, aiming to uncover the hidden dimensions of religious injunctions, offering a nuanced understanding of their profound purposes and inherent wisdom.

Date of Publication:
29-12-2023

اسرار و حکم، دو الگ الگ الفاظ ہیں، "اسرار" اور "حکم"۔ یہ دونوں الفاظ عربی زبان کے ہیں تاہم اردو زبان میں بھی مستعمل ہیں۔ ذیل میں علماء لغت کے اقوال کی روشنی میں ان کا مفہوم درج کیا جا رہا ہے۔

اسرار کا معنیٰ و مفہوم

اسرار "سِر" کی جمع ہے۔ علماء لغت نے اس کے مختلف معنیٰ بیان فرمائے ہیں۔

علامہ محمد مرتضیٰ الزبیدیؒ لکھتے ہیں:

"(السر)،بالکسر:ما یکتم فی النفس من الحدیث"[1]

"سر" جو کہ سین کے کسرہ کے ساتھ ہے، اس سے مراد نفسِ کلام میں کسی چیز کو چھپانا ہے۔"

علامہ راغب اصفہانیؒ نے "سر" کے معنیٰ مفردات القرآن میں یہ لکھے ہیں کہ:

"اسرار کے معنیٰ ہیں، کسی بات کو چھپانا جو اعلان کی ضد ہے۔"[2]

معلوم ہوا کسی بات کو چھپانا، سرگوشی اور پوشیدہ بات کو "اسرار" کہتے ہیں۔ سورۃ توبہ کی آیت: "أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ"[3] "کیا انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ اللہ ان کی تمام پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو جانتا ہے۔" میں "سر" سے یہی سرگوشی والے معنیٰ مراد ہیں۔

اسی طرح جو شخص رازدان ہوتا ہے اسے بھی "رجلٌ سریٌ" کہا جاتا ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حدیث میں آیا ہے "وحذیفةصاحب سررسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم"[4] آپ ﷺ نے ان کو فتن اور منافقین کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہوا تھا اس لیے ان کو "رازدانِ رسول" کہا جاتا ہے۔

حِکم کا معنیٰ و مفہوم

"حِکم" کا لفظ جمع ہے اس کا واحد حکمت آتا ہے۔ ذیل میں علما لغت کے اقوال کی روشنی میں "حکمت" کا معنیٰ و مفہوم درج کیا جا رہا ہے۔

سید مرتضیٰ الزبیدیؒ حکمت کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حكمة (الحكم) بحقائق الاشياء علیٰ ما هی علیه والعمل الخيرات"[5]

"حکمت (جس کی جمع حِکم ہے) اشیاء کی اصل اور نیکی کے کاموں کو جاننے کا نام ہے۔"

علامہ راغب اصفہانیؒ نے حکمت کے دو معنیٰ بیان فرمائے ہیں "(اول) الحکمۃ کے معنیٰ علم و عقل کے ذریعے حق بات دریافت کر لینے کے ہیں۔ (دوم) حکمت سے مراد تفسیرِ قرآن ہے۔"[6]

قرآن و حدیث میں حکمت سے عموماً یہی دانائی والے معنیٰ مراد ہوتے ہیں۔ مثلاً آیت "وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا"[7] میں بھی حکمت سے مراد دانائی اور عقلمندی ہے۔ حدیث مبارکہ میں جو فرمایا گیا ہے کہ "ان من الشعرلحکمة"[8] میں بھی حکمت سے دانائی اور عقل و شعور کی پختگی مراد ہے۔

شریعت کا معنٰی و مفہوم

لفظِ شریعت کا مادہ ''ش-ر-ع'' ہے، اور اس کا معنٰی ہے وہ سیدھا راستہ جو واضح ہو۔

صاحبِ مختار الصحاح ''شریعت'' کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ:

''شریعت سے مراد وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بطور ضابطہ حیات جاری فرمائے ہیں۔''[9]

مذکورہ بالا تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ شرع اور شریعت سے مراد وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے بیان فرمائے ہیں، اور وہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ضابطۂ حیات سے ثابت ہیں۔

اسرار و حِکمِ شریعت کا اصطلاحی مفہوم

اسرار و حکم کی نسبت جب احکام شریعت کی طرف کی جاتی ہے تو اس سے ایک ''مستقل فن'' مراد لیا جاتا ہے۔ فنِ اسرار و حکم سے مراد وہ فن ہے جس میں احکام اسلام میں پوشیدہ حکمتیں اور مصلحتیں بیان کی جاتی ہیں، اس فن کے لیے مقاصدِ شریعت، حکمتِ شریعت، اسرارِ شریعت، اور اسرار الدین جیسی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں، گویا ایک ہی فن کے مختلف نام ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس فن کو مستقل علم قرار دیا ہے۔ آپؒ نے احادیث مبارکہ کو چار درجوں میں تقسیم کیا ہے، اور ہر درجے کی الگ الگ وضاحت فرمائی ہے۔ ان میں سے چوتھا درجہ ''اسرارالدین'' کو قرار دیا ہے۔ احادیث کی درجہ بندی کے بعد آپؒ لکھتے ہیں کہ:

'' میری رائے میں تمام علوم شرعیہ میں سب سے برتر اور سب سے بلند درجہ اور عظیم المرتبت علم، علم اسرارالدین ہی ہے، جو احکام شرعیہ کی حکمتوں اور علتوں سے اور اعمال اسلامیہ کی خصوصیات کے رموز و نکات سے بحث کرتا ہے۔''[10]

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو احکام عطاء فرمائے ہیں ان میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ لیکن ہر شخص ان فوائد و مصالح پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ فنِ اسرار و حِکم پر علماء اسلام نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

مقالہ ہٰذا میں علم اسرار حِکم پر لکھی گئی کتابوں میں سے چار منتخب کُتب کے مناہج کا تحقیقی جائزہ پیش کرنا مقصود ہے، اُن کتب کے نام درج ذیل ہیں:

۱- اعلام الموقعين عن رب العالمين از شمس الدین محمد بن ابو بکر، ابن قیم الجوزیؒ (متوفیٰ 751ھ / 1292ء)

۲- حجۃ اللہ البالغہ از شیخ قطب الدین احمد بن عبد الرحیم، شاہ ولی اللہ الدہلویؒ (متوفیٰ 1176ھ / 1762ء)

۳- مواہب البدیع فی حکمۃ التشریع از شیخ عبد القادر بن محمد سعید بن احمد السندیؒ (متوفیٰ 1304ھ / 1887ء)

۴- حکمۃ التشریع وفلسفتہ از شیخ علی بن احمد بن علی الجرجاویؒ (متوفیٰ 1380ھ / 1961ء)

ذیل میں مجوزہ کُتبِ اسرارِ شریعت کے مناہج کا تحقیقی جائزہ (مع مصنفین کے مختصر حالاتِ زندگی کے) پیش کیا جارہا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ کے مختصر حالات زندگی

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ 7صفر 691ھ(28 جنوری 1292ء)کو دمشق کی بستی"زرع" میں پیدا ہوئے۔[11] آپ کانام محمد بن ابو بکر بن ایوب، لقب شمس الدین، اور کنیت ابوعبداللہ ہے، لیکن شہرت ابن قیم الجوزیہ کے نام سے پائی۔[12] ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر مختلف مشائخ سے تفسیر، حدیث، فقہ، طب، علم کلام، سلوک، لغت، فرائض وغیرہ میں کسبِ فیض کیا۔[13] آپ کے اساتذہ میں احمد بن عبدالرحمن النابلسی(م 697ھ)، یوسف جمال الدین المزی (م742ھ)اور علامہ ابن تیمیہ کے نام شامل ہیں۔[14] مروجہ علوم وفنون کی تحصیل کے بعد آپ کی عملی زندگی کا آغاز مدرسہ جوزیہ کی امامت کے فرائض سرانجام دینے سے ہوا۔[15] اسی دوران درس وتدریس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔[16] ان کے شاگردوں میں حافظ عبدالرحمن بن رجب(م795ھ)علامہ ابن کثیر اسماعیل بن عمر(م774ھ)علامہ ذہبی(م748ھ) جیسے اساطینِ علم شامل ہیں۔[17] آپ افتاءومناظرہ اور تصنیف وتالیف کا بھی خاصا ذوق رکھتے تھے۔ حق گوئی کی پاداش میں آپ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے ہمراہ قید رہے۔ آپ نے 13رجب 751ھ (15 ستمبر 1350ء) میں دمشق میں وفات پائی۔ اپنے علمی ورثے میں آپ نے السیاسۃ الشرعیہ، مدارج السالکین، اعلام الموقعین اور زادالمعاد فی ھدی خیر العباد جیسی قیمتی تصانیف چھوڑیں۔[18]

اعلام الموقعین عن رب العالمین؛ منہج واسلوب

تعارف

یہ علامہ ابن قیمؒ کی معرکۃ الآراء کتاب ہے، جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔[19] اس کتاب کا ترجمہ اردو زبان میں بھی ہو چکا ہے۔ اردو میں مولانا محمد جونا گڑھیؒ نے ترجمہ کیا جو سب سے پہلے 1935ء میں دہلی سے طبع ہوا اور مولانا ابو الکلام آزادؒ کے تاثرات کے ساتھ بارہا طبع ہو چکا ہے۔[20] اس کتاب کے مضامین پر مستقل کتب میں لکھی گئی ہیں۔ عبد المجید جمعۃ الجزائری نے "القواعد الفقھیۃ المستخرجۃ من اعلام الموقعین" کے نام سے اعلام الموقعین میں موجود قواعدِ فقہ کو الگ کتاب میں جمع کیا ہے۔ اسی طرح مساعد بن عبد اللہ السلمان نے "اسرار الشریعہ من اعلام الموقعین" کے نام سے اعلام الموقعین میں بیان کردہ اسرارِ شریعت کو الگ کتاب میں جمع کیا ہے۔[21]

کتاب کا نام وموضوع:

علامہ ابن قیمؒ کی یہ کتاب ''اعلام الموقعین عن رب العالمین'' کے نام سے مشہور ہے۔ مؤلفین کا عمومی انداز تو یہ ہوتا ہے کہ وہ مقدمہ میں کتاب کا نام اور موضوع ذکر کر دیتے ہیں، لیکن اس کتاب میں مصنف نے کتاب

کے نام کے ساتھ ساتھ موضوع کی بھی وضاحت نہیں فرمائی ہے۔ البتہ اگر کتاب کی فصول اور انواع کو دیکھا جائے تو غالب حصہ فتوٰی واجتہاد کی ابحاث اور اسرارِ شریعت پر مشتمل ہے۔[22]

کتاب کی تقسیم اور مضامین:

یہ کتاب سات بڑے حصوں اور ذیلی فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اصولِ فتوٰی، فقہ واصولِ فقہ سمیت بہت سی قیمتی ابحاث ملتی ہیں۔ جیسے کہ سیاستِ شریعہ، احکام شریعت کے اسرار و حکم وغیرہ۔

اعلام الموقعین میں علامہ ابن قیمؒ کا منہج واسلوب

"اعلام الموقعین" علامہ ابن قیمؒ کی دقتِ نظر، وسعتِ مطالعہ، قوتِ استدلال، حسنِ بیان کا شاہکار ہے۔ آپؒ نے اس کتاب میں منفرد اسلوب اختیار فرمایا ہے، جو کہ ذیل میں اختصار کے ساتھ سپردِ قلم کیا جارہا ہے۔

استدلال:

ابن قیمؒ کا یہ اسلوب ہے کہ ہر مسلہ کو دلائل سے مزین کرتے ہیں۔ فتوٰی دیتے ہوئے دلائل کا ذکر لازمی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "مفتی کو یہ بھی چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو حکم کی دلیل اور اس کا ماخذ بھی بتادے۔"[23]

ترتیبِ ادلہ:

ابن قیمؒ زیرِ بحث مسلہ میں ترتیبِ ادلہ کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ اول قرآن وسنت، پھر آثارِ صحابہ کے بعد نظائر و قیاس صحیح سے استدلال کرتے ہیں۔ ثبوتِ تقلید وعدمِ ثبوتِ تقلید کی بحث اس کی بہترین مثال ہے۔[24]

کثرتِ دلائل:

ابن قیمؒ کسی مسلہ پر جب بحث کرتے ہیں تو کثرت سے عقلی و نقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے ابطالِ تقلید اور حیلوں کی مذمت میں بیسیوں دلائل ذکر کیے ہیں۔ اردو ترجمہ میں دلائل کو نمبر وار لکھا گیا ہے۔

استیعابِ کلام:

ابن قیمؒ جس بحث کا آغاز کرتے ہیں اُس کی تمام جزئیات و شواہد کا احاطہ کرتے ہیں۔ کتاب و سنت، اقوالِ ائمہ کی روشنی میں وضاحت کرتے ہیں۔ اس کی عمدہ مثال تقلید کی بحث، قیاس کی بحث، مذمتِ رائے کی بحث وغیرہ ہیں۔

تکرار:

آپ کی تحریر میں تکرار ملتا ہے۔ لیکن وہ تکرار صرف نفسِ مضمون میں پایا جاتا ہے، دلائل و نکات ہر جگہ مختلف ہوتے ہیں۔ مثلا ایک مقام پر بغیر علم کے اپنی رائے سے فتوٰی دینے کی قباحت پر مدلل گفتگو کی ہے۔[25] اسی بحث کو دوسرے مقاپر دہرایا، ردِرائے میں دلائل پیش کیے ہیں جو کہ پہلے مقام پر مذکورہ دلائل سے مختلف ہیں۔[26]

حسنِ ترتیب:

اعلام الموقعین کے امتیازی اوصاف میں سے ایک اہم وصف ترتیب کی عمدگی ہے۔ آپ ہر بحث کو ایک ترتیب سے بیان کرتے ہیں عبارت کے جوڑ سے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے موتیوں کو ہار میں پرو دیا گیا ہو۔

ردِ فرقِ باطلہ:

علامہ ابن قیمؒ نے مختلف فرقوں کا رد بھی کیا ہے جن میں قدریہ، جبریہ، خارجیہ، جہمیہ اور روافض وغیرہ سرِ فہرست ہیں۔ مثلاً جہمیہ دیدارِ الٰہی کے منکر ہیں، ان کا تفصیلی رد کیا ہے اور دلائلِ اثباتِ رؤیت کو بیان کیا ہے۔[27]

بیان اسرارِ شریعت؛ منہج واسلوب

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب میں مختلف احکام کی مصلحتیں بیان کی ہیں۔ ان کا منہج یہ ہے کہ:

1: کبھی کسی حرف کے ذریعہ حکمت کو بیان کرتے ہیں، جیسے حائضہ سے ممانعتِ جماع کی حکمت کے متعلق لکھتے ہیں: "وحرم وطء الحائض لاجل الاذی"[28] "اور حائضہ سے ہمبستری حرام قرار دی گئی ہے گندگی کی وجہ سے۔"

2: کہیں پر کسی حکم کی حکمت کو "لان" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے بہ یک وقت چار سے زیادہ نکاح کی حرمت کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "انہ حرم نکاح اکثر من اربع لان ذریعۃ الی الجور"[29] "چار سے زیادہ بیویاں بہ یک وقت نکاح میں رکھنے سے حضور ﷺ نے منع فرمادیا ہے، کیوں کہ یہ ظلم کا سبب بنتا ہے۔"

3: کبھی لفظ حکمت کے ساتھ بھی مصلحت کو بیان کرتے ہیں، جیسے طلاق کی تعداد تین رکھی گئی ہے۔ اس کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "وجعله بحكمته ثلاثاً توسعة على الزوج، اذلعله يبدوله ويندم فيراجعها"[30] "اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے شوہر پر وسعت کرتے ہوئے طلاق کی تعداد تین تک مقرر فرمادی، کہ بعد میں اسے پچھتاوا ہو اور (طلاق کی قباحت کی) حقیقت اس پر واضح ہو جائے تو پس وہ اس سے رجوع کرلے۔"

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے مختصر حالات زندگی

شاہ ولی اللہ کی ولادت 4 شوال 1114ھ (21 فروری 1703ء) کو قصبہ پھلت میں ہوئی۔ ولی اللہ قطب الدین احمد نام رکھا گیا۔[31] پانچ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز ہوا۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ پندرہ سال کی عمر میں ہندوستان میں مروجہ علوم کی تکمیل کرلی۔ یہ سارے علوم انہوں نے اپنے والد سے حاصل کیے۔[32] ان کے علاوہ شیخ محمد افضل سیالکوٹی (م 1146ھ) سے بھی آپ کو صحاح ستہ اور مشکوۃ کی اجازت حاصل تھی۔[33] نیز حاجی محمد فاضل سندھی سے آپ نے علم قرأت سیکھا۔[34] چودہ سال کی عمر میں ہی دوران تعلیم نکاح کردیا گیا۔ ان اہلیہ کی جلد ہی وفات ہوگئی جن سے آپ کے ایک فرزند شیخ محمد پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد دوسرا عقد ہوا۔ ان اہلیہ سے آپ کے چاروں نامور صاحبزادے (شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی) پیدا ہوئے۔ اور ایک

صاحبزادی امۃ العزیز پیدا ہوئیں۔[35] پندرہ سال کی عمر میں ان کو والد محترم کی طرف سے درس کی اجازت مل گئی تھی۔ والد کی وفات کے بعد انہی کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ میں درس و تدریس کا مستقل آغاز کر دیا، یہ سلسلہ بارہ سال تک رہا۔ اس دوران آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کا قصد کیا۔ سفر کا آغاز 1143ھ (1731ء) کے اواخر سے شروع ہوا۔ حج کی سعادت سے مشرف ہونے کے بعد آپ نے حرمین شریفین کے مشائخ سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور 1145ھ (1732ء) کو واپس تشریف لے آئے۔[36] حرمین شریفین میں آپ نے جن مشائخ سے استفادہ کیا ان میں شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی (م1145ھ) اور شیخ تاج الدین حنفی (م1146ھ) زیادہ مشہور ہیں۔[37] اس مبارک سفر کے بعد آپ نے تدریس کا سلسلہ محدود کر دیا، تاہم آپ کے شاگردوں کی طویل فہرست ہے جن میں مرتضٰی زبیدی (م1732ء) قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م1810ء) شیخ ابراہیم آفندی اور آپ کے چاروں ہونہار صاحبزادے نمایاں ہیں۔[38] آپ نے اپنے علمی ورثے میں مختلف علوم و فنون میں گراں قدر تصانیف چھوڑی ہیں۔ جن میں فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، حجۃ اللہ البالغہ، مسوی شرح مؤطا، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، التفہیمات الالہیہ اور انفاس العارفین وغیرہ جیسی اہم کتب شامل ہیں۔[39] آپ نے 29 محرم 1176ھ (20 اگست 1762ء) کو بوقت ظہر دہلی میں وفات پائی۔ اسی دن والد ماجد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔[40]

حجۃ اللہ البالغہ کا منہج واسلوب

تعارف

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بہت سی مفید کتب تصنیف کی ہیں، لیکن ان کتب میں جو شہرت و مقبولیت برِ صغیر سمیت عالمِ اسلام میں "حجۃ اللہ البالغہ" کو ملی وہ دوسری کتب کو کم ملی۔ یہ کتاب عربی زبان میں مختلف مطابع سے دو جلدوں میں بارہا طبع ہو چکی ہے۔[41] اردو تراجم میں سب سے پہلا ترجمہ مولانا عبدالحق حقانی (1335ھ) کا سمجھا جاتا ہے، یہ ترجمہ 1302ھ میں کیا گیا۔[42] اس کے علاوہ بھی کئی تراجم ہوئے ہیں۔[43] مولانا سعید احمد پالنپوری صاحبؒ نے "رحمۃ اللہ الواسعۃ" کے نام سے پانچ جلدوں میں ترجمہ کے ساتھ تشریح کا بھی التزام کیا ہے اور اسے شرح کا نام ہی دیا ہے۔[44] انگریزی زبان میں پہلی جلد کا ترجمہ ہوا ہے جو، مارسیا۔ کے۔ ہرمینسن نے The conclusive Argument from God کے نام سے کیا ہے جو، ای، جے، برل، لائیڈن سے 1996ء کو طبع ہوا۔[45]

کتاب کا نام اور وجہ تسمیہ:

شاہ صاحبؒ نے اپنی کتاب کا نام "حجۃ اللہ البالغہ" رکھا ہے، جو قرآن مجید کی آیت "فَلِلّٰهِ الحُجةُ البَالِغةُ"[46] سے ماخوذ ہے۔ چونکہ مذکورہ آیتِ مبارکہ میں احکامِ شرعیہ کے مبنی بر حکمت و مصالح ہونے کی

طرف اشارہ ہے ،اور شاہ صاحبؒ کی کتاب میں بھی اسی طرح کے مضامین ہیں ،اس لئے انہوں نے کتاب کا نام "حجة الله البالغة"(کامل برہانِ الٰہی) رکھا۔[47]

موضوعِ کتاب:

"حجۃ اللہ البالغہ" کا بنیادی موضوع احکام شریعت کے اسرار و حکم اور ان کی مصلحتیں ہیں۔[48]

کتاب کی تقسیم و مضامین:

شاہ اللہؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ میں سات حصوں مع ذیلی ابواب کے تحت اوامر و نواہی کے مفید اصولوں پر بحث کی گئی ہے، دوسرے حصہ میں احادیث کی فقہی ترتیب کے مطابق ان میں بیان کردہ احکام کے اسرار و حکم بیان فرمائے ہیں اور احکام شرعیہ کی عقلی طور پر تشریح کی ہے۔[49] اس کے ساتھ دیگر بہت سے مضامین کو بھی بیان کیا ہے۔ جن میں احادیث ،فقہ و اصول فقہ ،عبادات و معاملات ، خلافت و قضاء، اخلاقیات ،سیاسیات ، تمدن و تہذیب ، معاشیات ، جہاد اور فتن و حوادث وغیرہ جیسے اہم مضامین شامل ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہؒ کا منہج و اسلوب

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں ایک نیا اسلوب اور منفرد طرزِ تحریر اختیار کیا ہے ،جو جامعیت ،زورِ بیان ، تحکم و اعتماد ، مضبوط دلائل اور فصاحت و بلاغت کا شاہ کار ہے۔ شاہ صاحبؒ نے دقیق اور وسیع مضامین کو مختصر اور جامع کلمات میں بیان فرمایا ہے ،اور تحریر میں خوبصورت تراکیب و محاورات ،استعارات و تشبیہات اور تمثیلات سے کام لیا ہے۔ ذیل میں شاہ صاحبؒ کے منہج و اسلوب کو مختصر الفاظ میں بیان کیا جا رہا ہے۔

قاری کو خطاب:

شاہ صاحبؒ دورانِ تحریر جب کسی خاص مقام پر اہم فوائد و نکات بیان کرنا چاہتے ہیں ،تو پہلے قاری کو متوجہ کرتے ہیں ،اس مقصد کے لئے امر کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے "اِعلَم" (جان لیجئے) سے بات شروع کرتے ہیں۔

تفسیرِ آیات:

شاہ صاحبؒ دورانِ تحریر جو آیات پیش کرتے ہیں ان کا درست مفہوم بھی بیان فرماتے ہیں ،اور غلط تفسیر کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے ان کو تنبیہ بھی فرماتے ہیں۔[50]

تشریحِ احادیث:

قرآنی آیات کی تفسیر کی طرح شاہ صاحبؒ احادیثِ مبارکہ کی تشریح اور درست معنی کی وضاحت فرماتے ہیں۔ تشریح کرتے ہوئے درست مطلب کی نشاندہی فرماتے ہیں۔[51]

فقہی مسائل میں تطبیق:

شیخؒ اختلافی فقہی مسائل میں تطبیق کی راہ نکالتے ہیں۔ جیسے کہ عاقلہ بالغہ کا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا ،عند احناف اگر اس نے نکاح کفو میں کیا تو درست ہے۔[52] امام مالکؒ کے نزدیک یہ نکاح سرے سے ہو گا ہی نہیں۔[53] جمہور فقہاء کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو گا، اگر نکاح کر لیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہو گا ۔[54] شاہ صاحبؒ نے اس مسئلے میں تطبیق دیتے ہیں: نہ تو بالکلیہ عورت کے ہاتھ میں شادی کا اختیار ہونا چاہیے اور نہ ہی اولیاء کو کلی طور پر اختیار ہو بلکہ باہم مشاورت سے عورت سے اس کی رضامندی پوچھتے ہوئے نکاح کرنا چاہیے۔[55]

وضاحتِ عبارت:

شیخؒ جب مذکورہ عبارت یا کسی آیت وحدیث کی تشریح کرتے ہیں تو وہاں متکلم کا صیغہ "اقول" (میں کہتا ہوں) لاتے ہیں۔ جس کا مقصد مذکورہ عبارت کی وضاحت یا اختلافی صورت میں اپنی رائے کا اظہار ہوتا ہے۔

اظہارِ راجح:

شاہ صاحبؒ جب کسی بحث کا آغاز کرتے ہیں تو اس حوالے سے جو راجح اور درست عمل یا قول ہوتا ہے، یا اس معاملے میں جو ان کا اپنا مؤقف ہوتا ہے اس کا اظہار فرمادیتے ہیں۔ اس کے لیے عموماً" والاصل "کا لفظ لاتے ہیں۔[56]

تفصیلِ اجمال:

ان کا معمول ہے کہ اکثر مقامات پر اول اجمالاً بات کرتے ہیں، پھر اس اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے " ومنھا " کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ترتیب کے ساتھ تفصیلات کو درج کرتے ہیں۔[57]

بیانِ نصوص:

شاہ صاحبؒ اقوالِ متقدمین کو بہت کم نقل کرتے ہیں۔ ہر باب کے شروع میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ کو ذکر کے بعد ان کی روشنی میں بحث کرتے ہیں، یہ بحث قرآن وسنت کے دائرہ کے اندر ہی ہوتی ہے۔

دعوتِ تحقیق:

شاہ صاحبؒ نے ایسا اُسلوب اختیار کیا ہے جس سے اجتہاد و تحقیق پر طاری جمود کا خاتمہ ہوتا ہے۔ جن حالات میں آپؒ نے یہ کتاب لکھی ان دنوں کتاب وسنت میں غور فکر اور تحقیق و تدبر کرنا انتہائی معیوب سمجھا جارہا تھا۔

تفردات:

شاہ صاحبؒ نے بعض مقامات پر ایسا مؤقف اختیار کیا ہے جو جمہور علماء وفقہاء کی رائے سے الگ ہے۔ اس قسم کی آراء کو ان کے تفردات میں شمار کیا جاتا ہے۔[58] لیکن شاہ صاحبؒ کو ان کے تفردات کی بنا پر ان کو اہل حق سے

خارج نہیں کہا جاسکتا، کیوں کہ ان کے تفردات کا تعلق علمِ کلام سے ہے اور علم کلام میں جو مکاتبِ فکر ہیں ان میں سے کسی معین مکتبِ فکر کا نام ”اہل السنہ والجماعہ“ نہیں ہے کہ جو اس کے عقائد مانے وہ اہل السنہ میں شمار ہو، اور جو کسی بات میں اختلاف کرے وہ اہل حق سے خارج ہو جائے، بلکہ اس کا مدار مسائل پر ہے، بعض منصوص مسائل ہیں ، جن کو بلا تاویل ماننا ضروری ہے ، جو ان کا انکار کرے گا وہ اہل حق میں شامل نہیں ہو گا ، شاہ صاحبؒ نے ایسے کسی بھی مسئلہ میں تفرد اختیار نہیں کیا۔[59]

بیان اسرار شریعت؛ منہج واسلوب

حضرت شاہ ولی اللہ نے احکام شرعیہ کی مصلحتیں بیان کرتے ہوئے مختلف مناہج اختیار کیے ہیں مثلا:

1: کبھی کسی حکم کی کئی حکمتیں بیان کرتے ہیں اور ہر حکمت کو "ایضاً" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں، جیسے نکاح میں ولی کی اجازت کو لازم قرار دیے جانے کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایضاً یجب ان یمیزالنکاح من السفاح بالتشہیر،واحق التشہیر ان یحضرہ اولیاءھا"[60]

”نکاح اور زنا میں اعلان کے ذریعہ فرق کرنا واجب ہے اعلان کا حق تبھی ممکن ہے جب اولیاء موجود ہوں۔“

2: بعض جگہ جس حکم کی مصلحت بیان کرنا مقصود ہو اس کی حیثیت یعنی فرض، واجب اور مستحب ہونے کی صراحت بھی کرتے ہیں، جیسے اقالہ کے مستحب قرار دیے جانے کی حکمت سے متعلق لکھتے ہیں:

"یستحب اقالة النادم فی صفقته دفعاً للضرر عنه"(حجة اللہ البالغہ ،جلد 2 ،صفحہ174) ”شرمندہ خریدار کے سامان کو واپس رکھ لینا اس سے ضرر کو دور کرتے ہوئے مستحب قرار دیا گیا ہے۔“

3: بعض اوقات ایک سے زیادہ حکمتوں کو بیان کرنے کے لیے ہر حکمت سے پہلے "منھا" کا لفظ استعمال کرتے ہیں جیسے محارم کو نکاح میں بیک وقت جمع کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں "ومنھا الاحتراز عن قطع الرحم بین الاقارب"[61]

”اور محارم سے نکاح کو حرام کرنے میں ایک حکمت رشتہ داروں کو قطع رحمی سے بچانا ہے۔"

شیخ عبد القادرؒ کے مختصر حالات زندگی

آپؒ 1211ھ (1796ء) کو کردستان میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا نام عبد القادر بن محمد سعید بن احمد السنندجی ہے، اور لقب فخر الدین والملت ہے۔ شیخ عبد القادرؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، پھر مختلف مشائخ سے مروجہ علوم وفنون میں کسب فیض کیا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد آپ ان کے جانشین کے طور پر ان کے مدرسہ کے منتظم بنائے گئے۔ مدرسے کی نظامت کے ساتھ ہی آپ نے درس وتدریس کا آغاز کر دیا۔ آپ کا زیادہ وقت درس و تدریس میں صرف ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ تصنیف وتالیف کے حوالے سے آپ نے بہت زیادہ کام نہیں کیا، تاہم ان کا اس مشغلے سے تعلق ضرور تھا۔ ان کی طرف منسوب کی جانے والی کتابوں میں، مواہب البدیع فی حکمة

التشریع، لطائف المعارف، رسالۃ العلم، کشف الغطاء اور تقریب المرام فی شرح تہذیب الکلام شامل ہیں۔[62] آپؒ نے ترانوے(93) سال کی عمر میں 1304ھ / 1887ء کو سلیمانیہ قصبے میں وفات پائی، اور اسی قصبے کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا، جو ان کے نام پر "مقبرۃ الشیخ عبد القادر" کے نام سے مشہور ہوا۔[63]

مواہب البدیع فی حکمۃ التشریع؛ منہج و اسلوب

تعارف

یہ کتاب اسرارِ شریعت پر مختصر اور جامع الفاظ میں لکھی گئی ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں نہایت اختصار کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ احکامِ شریعت حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں۔ یہ کتاب مصنفؒ کی زندگی میں ہی ان کے اپنے خرچ پر شائع ہوگئی تھی۔ موجودہ نسخہ "مطبع کردستان العلمیہ" کا طبع کردہ ہے جو 1329ھ کو طبع ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ کتاب دوبارہ طبع ہوئی یا نہیں اس کے بارے میں صراحت سے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

کتاب کا نام و موضوع:

کتاب کے نام کے متعلق مصنف لکھتے ہیں کہ:"وقدسميته(مواهب البديع فى حكمة التشريع)"[64]"میں نے اپنی اس کتاب کا نام مواہب البدیع فی حکمۃ التشریع رکھا ہے۔"اس کتاب کا موضوع" احکامِ شریعت کے اسرار و حکم "ہے، عنوان سے بھی اس موضوع کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

کتاب کی تقسیم و مضامین:

یہ کتاب 64 صفحات پر مشتمل ہے، جس میں چودہ ابواب اور تقریباً تیس فصلیں ہیں۔ شیخ نے اختصار سے صرف عبادات و معاملات کے اسرار و حکم پر بحث کی ہے، آخری باب میں قصاص کے اسرار بیان فرمائے۔"مالی معاملات"کو تفصیل سے بیان کیا ہے، جس میں بیع و اقسامِ بیع اور میراث و سود کی حرمت پر بحث کی گئی ہے۔

مواہب البدیع؛ میں شیخ عبد القادر کا منہج و اسلوب

شیخ عبد القادرؒ نے ایک بالکل اچھوتے اسلوب میں احکامِ شرعیہ کی حکمتیں اور مصلحتیں بیان کی ہیں۔ الفاظ کے اختصار کے ساتھ کتاب میں قیمتی مضامین بیان ہوئے ہیں۔ ذیل میں ان کے منہج و اسلوب کو بیان کیا جا رہا ہے۔

اختصار:

شیخؒ نے نہایت ہی مختصر الفاظ میں اپنے مدعا کو تحریر کیا ہے۔ انہوں اس امر کو ملحوظ رکھا ہے کہ اہم اور بنیادی عبادات و معاملات میں سے بھی صرف ان کو زیر بحث لایا جائے جو کہ اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فقہی ترتیب:

شیخؒ نے اپنی کتاب میں احکام کے بیان میں فقہی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے۔انہوں نے فقہی ترتیب کے مطابق سب سے پہلے طہارت ، نماز، روزہ، حج، بیع، سود وغیرہ تمام عبادات و معاملات کے اسرار و حکم بیان فرمائے ہیں۔

استدلال بالقرآن:

شیخؒ جس بحث کا بھی آغاز کرتے ہیں اس بحث کے حوالے سے آیات ضرور پیش کرتے ہیں۔تقریبا تمام ابحاث میں یہ طرز ملتاہے۔

فقہی ابحاث سے احتراز:

مصنفؒ نے اپنی کتاب میں فقہی ابحاث سے مکمل پرہیز کیا ہے۔اس طرح کے مواقع پر انہوں نے صاف الفاظ میں لکھاہے کہ یہ فقہی بحث ہے اور یہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔[65]

بیان اسرار شریعت؛ منہج واسلوب

یہ کتاب بنیادی طور پر احکام کی حکمتوں کے بیان میں ہے۔ شیخ کا منہج واسلوب درج ذیل ہے۔

1: شیخ عموماً کسی حکم کی حکمت تکلمانہ انداز میں بیان کرتے ہیں جیسے حرمت سود کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"وانت تعلم ما دفعه الا العوز،ولا دعاه اليه الا الاحتياج والفقر" [66]

"اور جیسا کہ تم جانتے ہو سود نہیں لاتا مگر مفلسی وبدحالی کو،اور سبب نہیں بنتا مگر محتاجی اور فقر کا۔"

2: کہیں پر کسی حکم کی حکمت کو "وفیہ" کے لفظ سے بیان کرتے ہیں، مثلا مشروعیت عدت کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"و(فیہ) حق الولد"[67] اور (مشروعیت عدت میں) بچے کے حق کی بھی رعایت ہے"

3: بعض اوقات لفظ حکمت سے مصلحت کو بیان کرتے ہیں جیسے مشروعیت خیار کی مصلحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"وحكمة مشروعيته دفع المضارة"[68]"خیار کی مشروعیت میں یہ حکمت ہے کہ نقصان کو ہٹایا جائے"

شیخ علی بن احمد الجرجاویؒ کے مختصر حالات زندگی

شیخ علی جرجاویؒ انیسویں صدی کے آخر میں مصر کے شہر "جرجا" کے گاؤں "قرعان" میں پیدا ہوئے۔آپ کا پورانام شیخ علی بن احمد بن علی الجرجاوی ہے۔انہوں نے بچپن میں ہی قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔اپنے آبائی شہر جرجامیں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ازہر کارخ کیا۔جہاں پر بڑے بڑے علماء سے اخذ واستفادہ کیا۔جامعہ ازہر میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے شرعی جوڈیشل سکول میں شمولیت اختیار کی اور وکالت کی سند حاصل کرکے ایک وکیل کی حیثیت سے کام کا آغاز کیا۔اس کے علاوہ Al-Azhar Scientific Society کے صدر بھی رہے۔صحافتی ذوق کے پیش نظر انہوں نے "الارشاد" کے نام سے اپنا اخبار

جاری کیا۔ انہوں نے ۱۹۰۶ء میں جاپان کا تبلیغی دورہ بھی کیا وہاں بہت سے لوگوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ صحافی، قانون دان اور عظیم مبلغ تھے۔ آپ کی تصانیف میں، الکتب الرحلۃ الیبانیہ، اسلام اور مسٹر ا سکاٹ، حکمۃ التشریع وفلسفتہ شامل ہیں۔ شیخ علی احمد الجرجاویؒ نے 1380ھ / 1961ء میں وفات پائی تھی۔[69]

حکمۃ التشریع وفلسفتہ؛ منہج واسلوب

تعارف

"حکمۃ التشریع وفلسفتہ" شیخ جرجاویؒ کی اہم تصنیف ہے۔ یہ کتاب مصنفؒ کی زندگی میں ہی تقریباپانچ مرتبہ طبع ہوچکی تھی۔ چند سال قبل پروفیسر ذوالفقار علی ساقی صاحب نے اس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ جو "شریعت اسلامیہ کی حکمت وفلسفہ" کے نام سے شائع ہوا ہے۔

کتاب کا نام اور موضوع:

مصنفؒ لکھتے ہیں:"بعدجهدطويل وضعت كتابى هٰذا وسميته (حكمة التشريع و فلسفته)"[70] "طویل محنت کے بعد میں نے اپنی اس کتاب کو لکھا ہے اور اس کا نام "حکمۃ التشریع وفلسفتہ" رکھا ہے۔" کتاب کا موضوع اس کے نام سے ہی ظاہر ہو رہا ہے۔ احکامِ شریعت کے اسرار و حکم اور ان کا فلسفہ اس کا بنیادی موضوع ہے۔

کتاب کی تقسیم و مضامین:

یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ جزِ اول 202 صفحات پر مشتمل ہے، اس جُز میں عبادات کی حکمتیں اور مصلحتیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ جُزِ ثانی 311 صفحات پر مشتمل ہے، جس میں عائلی ومالی معاملات سمیت حدود و قصاص، قضاء و فرائض اور آداب وغیرہ کی حکمتیں اور مصلحتیں بیان کی ہیں۔

حکمۃ التشریع میں شیخ علی الجرجاویؒ کا منہج واسلوب

شیخ علی بن احمد الجرجاویؒ نے "حکمۃ التشریع وفلسفتہ" میں انوکھا اسلوب اور منفرد اندازِ تحریر اختیار کیا ہے۔ ذیل میں آپؒ کے منہج واسلوب کو مختصر الفاظ میں بیان کیا جارہا ہے۔

استدلال بالقرآن:

مصنفؒ کسی موضوع پر بحث کرتے ہیں تو اس حوالے سے جتنی بھی آیات ممکن ہوں لکھتے ہیں۔ بعض مقامات پر تو پورا پورا صفحہ آیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ کوئی بحث ایسی نہیں ملتی جس کی ابتداء میں آیات ذکر نہ کی ہوں۔

شبہات کے جوابات:

شیخ مختلف مقامات پر شبہات و سوالات کو ذکر کرتے ہیں۔ ان کا معمول ہے کہ "يقول القائل" یا "قائل يقول"

کے الفاظ سے سوال ذکر کرتے ہیں، پھر "اقول" یا "نقول" کے الفاظ سے اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔

کثرتِ اقتباسات:

شیخ جرجاویؒ نے اس کتاب میں دیگر کتب اقتباسات بہت نقل کیے ہیں بعض مقامات پر تو پورے مضامین ہی نقل کر دیے ہیں۔ " نظام الوقف" کے عنوان کے تحت وقف پر شیخ محمد بخیت المطیعیؒ کا مکمل مضمون نقل کیا ہے۔[71]

دعوتِ فکر:

شیخ نے اپنی کتاب میں امتِ مسلمہ کو جھنجھوڑا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے زوال سے آپؒ بہت دکھی تھے، اس لیے مختلف ابحاث کے ضمن نفاذِ شریعت اور وحدتِ امت کی دعوت دی ہے۔[72]

بیان اسرار شریعت؛ منہج واسلوب

شیخ علی جرجاوی کی کتاب کا بنیادی موضوع ہی اسرار شریعت ہے۔ آپ نے احکام کی مصلحتیں بیان کرنے میں درج مناہج اختیار کیے ہیں۔

1: اکثر مقامات پر حکمت کا لفظ لاتے ہیں، مثلاً بیع میں خیار کی سہولت کی حکمت کو بیان کرتے ہیں "وهى حكمة بالغة جليلة تنفى وقوع التنازع والخصام بين جماعة المسلمين"[73] "خیار کو مشروع کرنے میں بہت جلیل اور بلیغ حکمت (وہ) ہے جو مسلمانوں کے، مابین لڑائی اور جھگڑے کو ختم کر دیتی ہے۔"

2: بعض مقامات پر "اعلم" سے خطاب کرتے ہوئے مصلحت کو بیان کرتے ہیں، جیسے رضاعی رشتوں کو نسبی رشتوں کی طرح قرار دیے جانے کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اعلم ان ما قلناه فی...من جهة النسب يقال فی الامهات والاخوات من الرضاعة"[74] "جو حکمتیں نسبی رشتوں کی حرمت کے ضمن میں بیان ہوئیں، وہی رضاعی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بیوی کی رضاعی ماؤں کے بارے میں بیان کی جاسکتی ہیں۔"

3: بعض اوقات طبی نقطہ نظر سے بھی حکمتیں بیان کرتے ہیں جیسے کہ حرمت زنا کی مصلحتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اسی طرح زنا کی حرمت سے مقصود امت کو ہر موذی اور مہلک مرض سے بچانا بھی ہے۔۔۔پاگل پن اور فالج جیسے امراض جن بچوں کو لگتے ہیں وہ ان کے والدین کی بدکاریوں کی وجہ سے لگتے ہیں۔"[75]

نتائج بحث

علم اسرار و حکم ایک مستقل فن ہے۔ اس فن کی بنیادیں قرآن و حدیث میں ملتی ہیں۔ ائمہ اسلام میں سے کچھ نے اس فن میں مستقل کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے چار کتب کے تحقیقی مناہج کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا

کتب کی روشنی میں اس فن کو سمجھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ چاروں کتب کا انداز تحریر دلپذیر ہے۔ عقلی و نقلی دلائل سے مزین ہیں۔ موجود حالات میں الحاد و تشکیک پر مبنی اشکالات کے جوابات دینا، ان کتب کے گہرے مطالعہ کی مدد سے نہایت سہل ہو جاتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 الزبیدی، محمد بن محمد عبدالرزاق، الحسینی، ابو الفیض، تاج العروس من جواہر القاموس، دارالہدایہ مدینہ منورہ، س۔ن، جلد 12، صفحہ 5

2 اصفہانی، حسین بن محمد، ابوالقاسم، مفردات القرآن فی غریب القرآن (مترجم: مولانا محمد عبدہ فیروز پوری) عرفان افضل پریس، لاہور، جلد 1، صفحہ 495، س۔ن

3 التوبہ 9: 78

4 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن مسعودؓ، رقم الحدیث: 3811، بیت الافکار الدولیہ ریاض، س۔ن

5 تاج العروس، جلد 8، صفحہ 253

6 مفردات القرآن، جلد 1، صفحہ 278

7 البقرہ 2: 269

8 سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الشعر، رقم الحدیث: 3755

9 الرازی، محمد بن ابو بکر بن عبد القادر، مختار الصحاح، مکتبۃ الشہیرہ۔ مصر، 1329ھ، صفحہ 310

10 الدہلوی، شیخ احمد المعروف بشاہ ولی اللہ، الامام الکبیر، حجۃ اللہ البالغۃ، دار الجیل للنشر والطباعۃ والتوزیع۔ بیروت، 2005ء، جلد 1، صفحہ 22

11 ابن حجر، احمد بن علی، حافظ، الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثانیہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان، س۔ن، جلد 3، صفحہ 400

12 ان کے والد دمشق کے ایک مدرسہ کے نگران تھے۔ جس کا نام "مدرسۃ الجوزیہ" تھا۔ مدرسہ کا نگران ہونے کی وجہ سے "قیم" اور مدرسہ کے نام کی وجہ سے "جوزیہ" ان کا لقب پڑ گیا۔ یوں ان کو "قیم الجوزیہ" کہا جاتا تھا۔ اس نسبت کی وجہ سے آپ کو "ابن قیم الجوزیہ" کہا جانے لگا۔ جوزیہ علامہ ابو الفرج عبد الرحمن ابن الجوزی (م 656ھ) کی طرف منسوب ہے۔ اس مدرسہ کی بنیاد ابن جوزی کے فرزند شیخ محی الدین یوسف نے رکھی تھی۔ (عبد العظیم، پروفیسر، حیات حافظ ابن سیرت و سوانح عصر و عہد افکار و آراء، (مترجم: غلام احمد حریری) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔ پاکستان، 1989ء، ص 99

13 ابن رجب حنبلی، عبد الرحمن بن احمد، زین الدین، علامہ، ذیل طبقات، مطبعہ السنہ المحمدیہ، قاہرہ-مصر 1372ھ، جلد 2، صفحہ 448
14 حیات حافظ ابن قیم، صفحہ 107
15 ابن کثیر اسماعیل بن عمر، علامہ، البدایۃ والنہایۃ، المطبعۃ المتوسطۃ، بیروت-لبنان، س-ن، جلد 14، صفحہ 202
16 ابوزید بکر بن عبد اللہ، ابن قیم الجوزیہ حیاتہ آثارہ موارده، دار العاصمہ، ریاض-سعودی عرب، 1423ھ، صفحہ 67
17 الفروسیہ-ملتقی اھل الاثر، ابن قیم محمد بن ابو بکر، دار الاندلس، المملکۃ العربیہ السعودیہ، 2003ء، صفحہ 21
18 البدایۃ والنہایۃ، جلد 14، صفحہ 202 / الدرر الکامنہ، جلد 4، صفحہ 23 / ذیل طبقات الحنابلہ، جلد 4، صفحہ 448
19 ابن قیم الجوزیہ، حیاتہ، صفحہ 209
20 مکتبہ قدوسیہ لاہور سے بھی 1999ء میں یہ ترجمہ شائع ہوا ہے۔
21 یہ کتاب 160 صفحات پر مشتمل ہے جو کہ "دار المسیر" ریاض (سعودی عرب) سے 1998ء میں طبع ہوئی تھی۔
22 ابو عبید، مشہور بن حسین، مقدمہ اعلام الموقعین، دار ابن الجوزی-دمام، 1423ھ، صفحہ 14
23 ابن قیم، محمد بن ابو بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، دار الکتب العلمیہ-بیروت، 1996ء، جلد 4، صفحہ 123
24 اعلام الموقعین، جلد 1، صفحہ 67
25 ایضا، جلد 1، صفحہ 54
26 ایضا، صفحہ 201
27 ایضاً، جلد 2، صفحہ 211
28 ایضا، جلد 2، صفحہ 102
29 ایضا، جلد 3، صفحہ 112
30 ایضا، جلد 2، صفحہ 71
31 ولی اللہ، شاہ، انفاس العارفین، (مترجم: محمد فاروق قادری) مکتبہ المعارف، لاہور-پاکستان، 1394ھ، صفحہ 122
32 ایضا، صفحہ 395
33 ولی اللہ، شاہ، التفہیمات الالہیہ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدر آباد-انڈیا، 1978ء، جلد 2، صفحہ 239
34 ولی اللہ، شاہ، فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن، مطبع ہاشمی، میرٹھ-انڈیا، 1285ھ، صفحہ 4
35 ندوی، ابو الحسن علی، سید، مولانا، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی-پاکستان، 1984ء، جلد 5 صفحہ 64
36 ایضا، صفحہ 107
37 انفاس العارفین، صفحہ 396

38 صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، شاہ ولی اللہ دہلوی شخصیت و حکمت کا ایک تعارف، شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ - انڈیا، 2002ء، صفحہ 11

39 ایضا، صفحہ 13

40 ایضا صفحہ 21

41 جن میں سے ایک ادارہ "دار الجیل ،بیروت" ہے ،اس ادارے نے السید سابق کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں 1426ھ / 2005ء شائع کیا ہے۔

42 یہ ترجمہ "نعمۃ اللہ السابغۃ" کے نام سے مشہور ہے اور بعد والے تقریباً تمام مترجمین نے اسی ترجمہ کو مد نظر رکھتے ہوئے تراجم کیے ہیں۔

43 دیکھیے رحمۃ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغہ، جلد 1، ص30

44 مفتی سعید احمد صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند نے 1424ھ اس کو میں مکمل کیا۔ اور "مکتبہ حجاز دیوبند" سے پانچ جلدوں میں شائع کیا۔ اب یہ شرح زم زم پبلشرز کراچی سے 2005ء میں دو جلدوں میں (نظر ثانی کے بعد) شائع ہوئی ہے۔

45 حضرت شاہ ولی اللہ، صفحہ 16

46 الانعام 149:6

47 حجۃ اللہ البالغہ، جلد 1، صفحہ 25

48 دیکھیے مقدمہ "حجۃ اللہ البالغہ"

49 حجۃ اللہ البالغہ، جلد 1، صفحہ 37-38

50 ایضاً

51 ایضاً

52 الزیلعی، فخر الدین، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ - قاہرہ، 1313ھ، جلد 2، صفحہ 117

53 ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، دار الحدیث - قاہرہ، 1425ھ، جلد 3، صفحہ 36

54 ابن قدامہ المقدسی، عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ - قاہرہ، 1388ھ، جلد 7، صفحہ 7

55 حجۃ اللہ البالغہ، جلد 2، صفحہ 196

56 ایضاً، جلد 1، صفحہ 3 6

57 ایضاً، صفحہ 196

58 ایضا، جلد 1، صفحہ 34

59 رحمۃ اللہ الواسعہ، باختصار و ترمیم، جلد 1، صفحہ 142

60 حجۃ اللہ البالغہ، جلد 2، صفحہ 196

61 ایضا، جلد2، صفحہ204

62 السنندجی، عبد القادر، شیخ، تقریب المرام فی شرح تہذیب الکلام، المکتبۃ الازہریۃ للتراث - مصر، س۔ن، جلد 1، صفحہ 4

63 ایضا، صفحہ 5

64 السنندجی، عبد القادر، شیخ، مواہب البدیع فی حکمۃ التشریع، مطبع کردستان العلمیہ، کردستان، 1329ھ، صفحہ 4

65 مواہب البدیع فی حکمۃ التشریع، صفحہ 19

66 ایضا، صفحہ 31

67 ایضا، صفحہ 52

68 ایضا، صفحہ 32

69 علی احمد الجرجاوی۔ http://ar.m.wikipedia.org retrieved data on 14 November 2923

70 الجرجاوی، علی بن احمد، شیخ، حکمۃ التشریع وفلسفتہ، دارالفکر - بیروت، 2003ء، جزاول، صفحہ 4

71 حکمۃ التشریع وفلسفتہ، جز ثانی، صفحہ 135

72 ایضا، صفحہ 32

74 ایضا، جز دوم، صفحہ 128

75 ایضا، صفحہ 84

76 ایضا، صفحہ 189